ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۳ | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۶ | نمبر ۴

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے ۲ طلباء سے ۱۸ غیر ممالک سے ۳

قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور محمد عبد السلام پبلشر نے شائع کیا

عرضِ حال

جن احباب کی خدمت میں تشحیذ الاذہان کی توسیع اشاعت کے لئے پرائیوٹ طور پر بذریعہ خطوط عرض کیا گیا ہے۔ وہ مہربانی فرما کر اسے معمولی تحریک نہ سمجھیں۔ کیونکہ تشحیذ کا مستقبل اس درخواست کی منظوری پر موقوف ہے۔ میں فی الحال صرف یہ چاہتا ہوں کہ تشحیذ کے اتنے خریدار ہو جائیں۔ جو اپنا خرچ آپ برداشت کر سکے۔ اور یہ بات سوائے اسکے نہیں ہو سکتی۔ کہ کم از کم ۵۰۰ خریدار بڑھ جائے۔ کیا اتنی بڑی جماعت سے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی اور ہر نیکی و تقویٰ و اسلامی بہبودی کی آواز پر لبیک کہنے والی ہے یہ تعداد پوری نہیں ہو سکتی۔ ضرور ہو سکتی ہے۔ مگر میں وہ قول موجہ کہاں سے لا دوں۔ جس سے آپ کو اس ضرورت کا احساس ہو۔ خدا ہی ہے۔ جو آپ کے دلوں میں القاء کرے۔ بہر حال میں اپنے کرمفرماؤں کے نام نامی اگلی اشاعت سے چھاپنے شروع کروں گا۔ جو نئے خریدار مہیا کرینگے یا خود خرید ار بنیں گے۔ اور ان کے نام اس رسالہ کے بانی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں دُعا کے لئے پیش کروں گا ؎

۲۔ تشحیذ کی یہ بھی ایک قسم کی اعانت ہے۔ کہ اس کی بک ایجنسی کی کتب اور دیگر تمام احمدیہ سلسلہ کی کتابیں بھی اسی کی معرفت خریدیں۔

۳۔ اس مہینے کے تشحیذ میں وہ بیانات جرح مندرج ہیں۔ جو قاضی فضل احمد صاحب لودہانوی نے مقدمہ از الہ حیثیت عرفی میں دئے۔ مولانا فضل الدین صاحب احمدی وکیل کی زبردست جرح نے قاضی موصوف کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی زبان سے ان اکثر الزامات کلمہ فضل رحمانی کی تردید کرے جو اس نے حضرت مسیح موعود پر دربارہ عقاید و اعمال لگائے۔ اور غلط فہمی پھیلائی ہے وہ دفعات ہیں جنہیں اکثر مخالفین سلسلہ نئے نئے پیرایوں میں شایع کرتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ایک رسالہ "مجموعہ کفریات" کے نام سے سید محمد غلام نے بہاولپور سے شایع کیا ہے۔ چونکہ اس کا اکثر حصہ بھی کلمہ فضل رحمانی سے ماخوذ ہے اس کلمہ کے مؤلف کا عدالتی بیان اسکی تردید کے لئے کافی ہوگا۔ کیونکہ جب اصل ہی غلط ثابت ہوا تو نقل کا کیا اعتبار۔ احباب کو چاہیئے کہ اسکی اشاعت کر کے ثواب حاصل کریں۔ اور مزید واقفیت کے لئے مقدمہ لدھیانہ کا فیصلہ پڑھیں۔

۴۔ ماہ مئی کا تشحیذ ان دوستوں کی خدمتمیں وی پی ہوگا۔ جنھوں نے ۱۰ء یا ۱۱ء کا چندہ سالانہ تا حال ادا نہیں فرمایا امید ہے وصول کرینگے اور واپسی سے مزید نقصان نہ پہنچائیں گے ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اپریل ۱۹۱۸ء

شیعہ مجتہد کی قرآن دانی

سیّد علی الحائری مجتہد کے مخاطب ہیں

کسی شخص نے شیعوں کے سرکار شریعتمدار علامہ سید علی الحائری سے مسئلہ رجعت کا ثبوت پوچھا ہے۔ جس کا جواب آپ نے ذوالفقار ۲۲ فروری میں دیا ہے۔ لطف یہ کہ قرآن کی ایک آیت سے مسئلہ رجعت کو ثابت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ پارہ ۲۰ رکوع میں آیا ہے۔ وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّکَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَکَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَلَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ اور سورہ کہف میں فرمایا۔ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا۔ پہلی آیت کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہم ہر اُمت سے ان لوگوں کی ایک جماعت نکالینگے۔ جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں۔ پھر وہ جمع کئے جائینگے۔ یہاں

تک۔ کہ جب وہ حساب کی جگہ میں آئینگے۔ اللہ فرمائیگا۔ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تمہیں ان کا علم نہ تھا۔ آیا تم کیا کرتے تھے۔ اور دوسری کا یہ کہ ہم ان کو جمع کرینگے۔ اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑینگے۔ مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ پہلی آیت میں بعض کی بعثت کا ذکر ہے۔ اور دوسری میں کل کی بعثت کا۔ یہ تناقض رفع نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسبات پر ایمان نہ لائیں۔ کہ پہلی آیت میں جس بعثت کا ذکر ہے۔ وہ دُنیا میں ہو گی۔ اور دوسری بعثت قیامت میں۔ اسکے متعلق گذارش کرتا ہوں :-

عقیدہ رجعت کا ماحصل یہ ہے کہ مہدی منتظر کے ظہور کے وقت اسکے محبوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ تاکہ اس کی نصرت و اعانت کا ثواب انہیں حاصل ہو۔ اور مہدی کی حکومت کے ظہور سے وہ خوش ہوں۔ دوسری طرف اس کے دشمنوں میں سے ایک جماعت کو زندہ کیا جائے گا۔ تا مہدی ان کو سزا دے۔ اور وہ مہدی کے محبوںؑ کے ہاتھوں سے قتل کئے جائیں ؛

اس بارے میں مجتہد صاحب کا استدلال آیت مذکورہ بالا سے بوجوہات منقوض ہی :-

اوّل - یہ عقیدہ ان آیات قرآنی کے مخالف ہے۔ الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الاخرى الى اجل مسمّى - (پارہ ۲۴ - الزمر ع ۱) یعنے اللہ تعالےٰ روح قبض کرتا ہے۔ موت کے وقت۔ اور جو نہ مریں ان کی سونے کی حالت میں۔ پھر جسکی موت مقدر ہے۔ اس کی رُوح روک لیتا ہے۔ اور جس کی موت مقدر نہیں۔ اسے میعاد معین تک چھوڑ دیتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ جو مر جاتے ہیں۔ اُن کی رُوح روک لیجاتی ہے۔ اور پھر دوبارہ اس دنیا میں نہیں بھیجی جاتی۔ (۲) ومن ورائهم برزخ الى يوم يبعثون - (پارہ ۱۸ - المومنون رکوع ۶) اور ان مرنے والوں کے آگے ایک پردہ ہے۔ جو قیامت کے دن تک کھچا رہے گا ؛

پس ان صریح نصوص محکم آیات کی موجودگی میں یہ عقیدہ قطعاً باطل ہے کہ بعض مردے اس دنیا میں پھر لوٹ کر آئینگے۔ اور دوبارہ اسی عالم میں زندہ کئے جائینگے ؛

دوم - شیعہ قائل ہیں کہ احباء و اولیاء مہدی ہی زندہ ہوں گے۔ لیکن اس آیت کے جیسا کہ

ممن یکذب بآیاتنا سے ظاہر ہے۔ اگر بطور محال مان بھی لیا جاوے۔ تو صرف مکذبین بآیات اللہ کی رجعت پر استدلال ہو سکتا ہے (گو وہ استدلال فی نفسہ باطل ہے)۔

سوم۔ اس آیت میں نحشر من کل امۃ فوجا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے۔ کہ اگر مہدی کے وقت میں رجعت ہوگی۔ تو ہر ایک اُمت میں سے ایک جماعت کی ہوگی نہ صرف مسلمانوں میں سے ایک جماعت کی۔ اور شیعہ اسکے قائل نہیں۔ کہ حضرت آدم سے نبی کریمؐ کی اُمت تک ہر ایک اُمت میں سے کچھ لوگ زندہ کئے جائینگے ؛

چہارم۔ یہاں لفظ حشر ہے۔ جسکے معنے جمع کرنے کے ہیں۔ آیت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ جس سے زندہ کر کے دنیا میں واپس لوٹانا مراد لیا جائے ؛

پنجم۔ اگر اس آیت سے رجعت پر استدلال کیا جائے۔ تو زمانۂ مہدی کا یہاں کونسا ذکر ہے۔ حالانکہ شیعہ اسکے واسطے زمانۂ مہدی کو معین کرتے ہیں ؛

ششم۔ آیت میں جن لوگوں کے حشر کا ذکر ہے۔ ان کی موت کا کہیں ذکر نہیں۔ اگر اس آیت میں رجعت بزمان مہدی کا ذکر ہوتا۔ تو ان کی موت کا بھی کہیں ذکر چاہیئے تھا۔ کیونکہ زمانہ مہدی قیامت سے بہت پہلے ہے ؛

ہفتم۔ دعوٰی کیا جاتا ہے۔ کہ خاص دشمنانِ مہدی کی رجعت ہوگی۔ لیکن آیت میں ممن یکذب بآیاتنا عام ہے ؛

ہشتم۔ حشر کے بعد یہ نہیں لکھا۔ کہ وہ دنیا میں واپس کئے جائینگے۔ اور شیعہ دنیا میں رجعت کے قائل ہیں۔ حالانکہ آیت بتا رہی ہے۔ کہ ان کا حشر کر کے ان کو موقف حساب کی طرف لے جائینگے نہ کہ دنیا کی طرف۔ چنانچہ الفاظ یہ ہیں:۔ فھم یوزعون حتیٰ اذا جاءو۔ اور تفسیر شیعہ مجمع البیان میں لکھا ہے۔ اے الی موقف الحساب (یعنے حساب کی جگہ بلائے جائینگے ؛

نہم۔ اس آیت میں جس حشر کا ذکر ہے۔ اسکے بعد جو واقعہ پیش آنا ہے۔ اس کی نسبت اگلی آیت میں یہ بتایا گیا ہے۔ قال اکذبتم بآیاتی ولم تحیطوا بھا علماً یعنے خدا ان سے کہے گا۔ تم نے میری آیات کی تکذیب کی۔ لیکن مدعیان رجعت

کہتے ہیں۔ کہ جمع کئے جانے کے بعد مہدی اور اسکے اصحاب ان لوگوں کو قتل کرینگے۔

دہم۔ اماذا کنتم تعملون اور وقع القول علیہم بما ظلموا فہم لا ینطقون کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ حشر قیامت کے متعلق ہے ÷

یازدہم۔ ممن یکذب بآیاتنا کی آیت سے جو مُراد اہل سنت لیتے ہیں وہی مُراد شیعہ کی دوسری جماعت لیتی ہے۔ جیسے کہ مجمع البیان میں لکھا ہے۔ من قال ان قولہ ویوم یحشر من کل امۃ المراد بہ یوم القیمۃ قال المراد بالفوج الجماعۃ من الرؤساء والمتبوعین فی الکفر۔ حشروا وجمعوا لاقامۃ الحجۃ علیہم یعنے جو کہتا ہے کہ ویوم یحشر سے مُراد یوم القیمۃ ہے۔ وہ فوج سے مُراد رؤساء کفار لیتا ہے۔ جو اقامت حجت کے لیے جمع کئے جائینگے ÷

دوازدہم۔ جو لوگ رجعت کے قائل ہیں۔ وہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ اس آیت سے رجعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ مجمع البیان میں ہے۔ ان الرجعۃ لم تثبت بظواھر الاخبار المنقولۃ فیتطرق التاویل علیھا وانما المعول فی ذالک علی اجماع الشیعۃ الامامیۃ یعنے مسئلہ رجعت اجماع شیعہ سے ثابت ہے نہ کہ قرآن و حدیث سے اس سے ظاہر ہے۔ کہ کتاب و سنت سے یہ مسئلہ ثابت نہیں۔ بلکہ شیعہ کے خانہ ساز اجماع سے جس کا آسانی سے یہ جواب دیا جا سکتا ہے۔ کہ مخالفین کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایسی رجعت نہیں ہوگی ÷

سیزدہم۔ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ یہ حشر اس غرض سے ہوگا کہ اللہ تعالےٰ توبیخ کرے۔ اور تکذیب پر انہیں ملامت۔ لیکن یہ غرض حشر تو دنیا میں واپس لوٹا کر بھیجا جانے کے بغیر بھی اس عالم آخرت ہی میں پوری ہو سکتی ہے ÷

چہاردہم۔ شیعہ تو کہتے ہیں کہ یہ رجعت ان کو زیادہ سزا دینے کے لئے کی جائیگی لیکن حقیقتاً دیکھا جائے۔ تو دراصل یہ سزا میں افاقہ ہے۔ کیونکہ جب تک وہ عالم آخرت میں رہے۔ عذاب شدید میں مبتلا تھے۔ جب یہاں آئے تو اس عذاب سے افاقہ ہو گیا۔ پس یہ نقمت نہیں۔ نعمت ہے ÷

پانزدہم۔ شیعہ کے سامنے جب آیت ربّ ارجعون عدم رجعت پر پیش کی جاتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ اس آیت سے ان لوگوں کا عدم رجوع ثابت ہوتا ہے۔ جن کو خدا تعالےٰ نے سزا کے طور پر ہلاک کر دیا تھا۔ اور دوسروں کے عدم رجوع سے ان کی رجعت کی ممانعت نہیں نکلتی۔ حالانکہ عقل اسکی مقتضی ہے۔ کہ اگر دنیا میں دوبارہ زندہ کر کے لانا بطور سزا ہے۔ تو ان کو ضرور زندہ کر کے لانا چاہیئے۔ جن کو خدا نے بطریق سزا ہلاک کیا۔ کیونکہ بڑے مکذّب وہی تھے ٭

شانزدہم۔ ممن یکذب بآیاتنا کے الفاظ بھی بتا رہے ہیں۔ کہ یہ حشر ان کا ہے۔ جو رؤسا اور متبوعین فی الکفر تھے۔ لیکن شیعہ اسکے برخلاف کہتے ہیں کہ بطور سزا ہلاک شدگان رؤسا مکذّبین کا یہاں ذکر نہیں ٭

ہفتدہم۔ الکذبتم بآیاتی میں شیعہ مفسرین نے آیاتی سے مُراد ائمہ اہل بیت لیے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو یوم نحشر من کل امّۃ فوجاً ممن یکذب بآیاتنا کی آیت سے رجعت قطعاً ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ائمہ اہلبیت جو ہیں۔ ان کا وجود تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ظاہر ہوا ہے۔ لیکن جن مکذبین بآیات اللہ کے حشر کا اس آیت میں ذکر ہے۔ ان کے وقتوں میں تو ان ائمہ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ انہوں نے ائمہ کی کونسی تکذیب کی جس کی سزا میں یہ رجعت ہوگی ٭

ہشتدہم۔ خود شیعوں کی ایک جماعت اسکے مخالف ہے۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان طبرسی جلد ۴ صفحہ ۱۹۸ میں لکھا ہے۔ ان جماعۃ من الامامیۃ تاولوا ما ورد من الاخبار فی الرجعۃ علیٰ رجوع الدولۃ والامر والنھی دون رجوع الاشخاص واحیاء الاموات و اولوا الاخبار الواردۃ فی ذلک لما ظنوا ان الرجعۃ تنافی التکلیف۔ یعنے امامیہ کی ایک جماعت اخبار در بارہ رجعت سے مُراد یہ لیتی ہے۔ کہ مہدی کی سلطنت ہوگی۔ اور اس کا امر نافذ ہوگا۔ مُردوں کا زندہ ہونے سے دنیا میں آنا مراد نہیں۔ کیونکہ رجعت مکلف ہونے کے منافی ہے۔ باقی رہیں بعض اخبار و روایات جن کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ ان سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے۔ سو اس کی نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ ان الزیدیۃ کافۃ منکرون لھذا

الدعولی انکاراً شدیداً وقد ردّ و ھا فی کتبھم علی الوجہ مستوفی بروایات عن ائمۃ اھل البیت ایضاً تعارض روایات الامامیۃ۔ زیدیہ مسئلہ رجعت سے سخت منکر ہیں۔ وہ بہی ائمہ اہل بیت سے روایت کرتے ہیں۔ جو امامیہ کی روایات کے معارض ہیں۔ (روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۳۱۶)

امید کرتا ہوں کہ جناب مجتہد صاحب اپنے استدلال پر نظرثانی فرمائینگے۔ میں علمی ابحاث میں گالی گلوچ اور سخت الفاظ کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ اس لئے گذارش ہے کہ جو صاحب اس کا جواب لکھتے ہوئے اپنی عادت سے مجبور ہوں۔ وہ پہلے ایک نمبر میں جی بھرکر گالیاں دے لیں۔ اور دوسرے نمبر میں علمی بحث کریں۔ جناب مرزا احمد علی صاحب کو میں اسی واسطے جواب نہیں دیا کرتا۔ کہ وہ دشنام درکلام کالملح فی الطعام سمجھتے ہیں ؛

اختلاف مدارج کی وجہ

وہ مذہب بھی کچھ مذہب ہے۔ جسکی بنیاد محض ظنیات پر ہے۔ اختلاف مدارج انسانیہ میں بڑی بحث کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ یہ جو ہم انسانوں میں اختلاف اور ان کے رنگ و روغن میں تفرقہ۔ ان کی صورت شکل میں تباین۔ انکے عادات وخصائل میں تضاد۔ ان کے مناصب مناصب میں تخالف دیکھتے ہیں۔ اس کی ضرور کوئی مخفی وجہ ہے۔ جو اسکے سوا اور نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ حالات کا . . . تخالف ضرور بطور سزا کے ہے۔ یعنے جو انسان آج ہمیں بدترین حالت میں نظر آتے ہیں۔ وہ آج ہی جامہ انسانیت میں نہیں آئے۔ بلکہ اس سے پہلے بھی انسان۔ آدم زاد رہ چکے ہیں۔ لیکن اس انسانیت اور آدمیت کے عہد میں تمام سامان کامرانی ان کے موافق تھے۔ جن سے انہوں نے اچھے کام نہیں لئے۔ بلکہ انہیں بدی و بدکاری میں ضائع کر دیا اور کھو دیا۔ اسلئے آج ان کو پھر وہی انسانی جامہ اور آدم زادگی کا لباس پہنایا گیا ہے۔ اور وہ سب سامان چھین لئے گئے ہیں۔ کہ اُسوقت انہوں نے اپنے تئیں ان کا اہل ثابت نہیں کیا تھا۔ آج ان کا اپنی حالت پر آنسو بہانا اور دوسرے بنی نوع کو خوش و

مجرم دیکھ کر خون کے گھونٹ پینا بطور سزا کے ہے۔ اور ان کا اس دنیا میں قیام بطور قیدی کے۔ یہ دنیا ان کے لئے قید خانہ بنا دیا گیا ہے۔ جسمیں ان کو اپنے قید کے دن ختم کرنا ہیں ؁

اس استدلال پر ضرور ایک معقول پسند انسان جز بز ہوتا اور پوچھتا ہے کہ صاحب! دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جس مجرم کو کوئی سزا دیجاتی ہے۔ اس کو بتا دیا جاتا ہے کہ فلاں جرم کے پاداش میں تمہیں جیل میں ڈالا گیا ہے۔ مگر ایشور بھگوان کے ہاں یہ کیا اندھیر ہے کہ لوگوں کو قید میں تو ڈالا جاتا ہے۔ اور بتلایا نہیں جاتا کہ تم فلاں جرم کے باعث ماخوذ ہو۔ اور سزا تو ہمیشہ بہ نیت اصلاح مجرم کو دی جاتی ہے۔ تو جب مجرم کو بتایا ہی نہیں گیا کہ فلاں جرم کے باعث تم جیل سپرد کئے گئے ہو۔ تو وہ اصلاح کیا کرے گا خاک؟ بلکہ اپنی زبون حالت سے ناراض ہو کر اور ناکردنی کام کر بیٹھے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس قید کی مدت میں اور اضافہ ہو جائیگا ؁

مگر قربان جائیے صاحب قرآن کے کہ اس نے ہمیں ان الٹکل پچو کے استدلالوں سے نجات دیکر صداقت کی ایک مضبوط چٹان پر کھڑا کر دیا ہے۔ قرآن ہمیں یہ نہیں بتلاتا۔ کہ تم آج جن کی حالت ردی دیکھتے ہو۔ وہ پہلے جنم میں کروڑپتی تھے۔ اسوقت کی بدعملیوں کے باعث آج گرفتار آلام ہیں۔ بلکہ وہ ہمیں اور ہی کسی حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جو ہمارے روز مرہ کے مشاہدہ میں آتی ہے۔ جس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ بشرطیکہ تعصب سے خالی ہو۔ تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ وہ شخص جس کا کیسہ لعل و جواہر سے پُر اور گھر سیم و زر سے لبریز ہے۔ وہ بالطبع اپنے اندر استغناء پاتا ہے۔ اس کی اُٹھی ہوئی آنکھ گوارا نہیں کرتی۔ کہ کسی خاک اُفتادہ پر پڑے۔ اس کی رفتار اس آن بان کی ہے کہ سینکڑوں ناتواں جس کی کف پا کے نیچے ہیں۔ مگر وہ ان کو دیکھتا تک نہیں۔ وہ کسی دردمند کو دیکھتا ہے۔ لیکن اس کا دل نہیں پسیجتا۔ وہ جس کو حسن صورت سے حصہ وافی دیا گیا ہو۔ اپنے خط و خال کے سامنے کب کسی غیر موزون صورت کو خاطر میں لاتا ہے۔ عمامہ فضیلت برسر اور جبۂ علمیت دربرکرنیوالے اکثر آدم زاد تمہاری آنکھ نے دیکھے ہونگے۔ کہ وہ اپنے علم و فضیلت پر اس قدر کھنچے ہیں کہ اپنے ابناء جنس کی حالت پر بجائے غم کھانے کے اُلٹا ان کی زبون حالت پر قہقہہ لگاتے ہیں ؁

ان مثالوں سے تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ ہر ایک اچھی حیثیت والا اپنے کمتر درجے کے لوگوں

کے سامنے محض اسلئے اکڑتا ہے کہ وہ باوجود اس خدا کی مخلوق ہونے کے جسکی ادنے ترین مخلوق یہ خود بھی ہے۔ کہے۔

اب غور کرو کہ اگر تمام آدم کے بیٹے ایک ہی شان اور درجہ کے ہوتے۔ ان سب کو مال منال کی فراوانی سے یکساں مالا مال کیا جاتا وہ سب کے سب حسن میں آسمان خوبصورتی کے درخشاں ستارے ہوتے۔ ان میں سے کوئی ایک کسی دوسرے کا محتاج نہ ہوتا۔ کوئی اپنے تئیں کسی سے کم نہ دیکھتا کسی کی آنکھ کسی کے سامنے نیچی نہ ہوتی۔ کسی کی گردن کسی کے آگے خم نہ ہوتی۔ ایسی حالتیں بھلا تم ہی بتاؤ کوئی کسی کے کام آتا۔ یہ دنیا جہان کے کام جو آج تم ایک دوسرے کے تعاون کے باعث انجام پاتے دیکھتے ہو کیسے انجام پاتے اور کیونکر ہوتے۔ اور کس کے ہاتھوں سے انجام پاتے۔ کیونکہ وہ جو آج اس نظام عالم کے کل پرزے اور کیلیں کانٹے ہیں۔ اور بوجہ اپنی گوناگوں ضروریات کے جو ایک کی دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ وہ متساوی الحالات ہونے کے زمانہ میں کسی کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر نہ دیکھتے۔ پھر کیا یہ کارخانہ عالم درہم برہم نہ ہو جاتا؟ آپ صاف کہہ دیجئے کہ ہاں۔ کیونکہ آج جبکہ ایک دوسرے کی ضروریات آپس میں باہم چولی دامن ہو رہی ہیں۔ پھر بھی تم صاحب حیثیت لوگوں کو کم حیثیت لوگوں سے کھنچتے اور دور ہٹتے۔ دیکھتے ہو۔ تو اس مفروض زمانہ میں جب سب ایک ہی شان میں ہونگے۔ کب کسی کو کسی سے لگاؤ ہو سکیگا ؛

پس اس صورت میں ضرورت یہی تھی کہ کارخانہ عالم کو قائم رکھنے کے لئے بنی نوع انسان کی تمام مخلوق کی حالات میں تفاوت۔ مراتب اور درجات قائم کئے جاتے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو یقیناً صانع عالم کی حکمت بالغہ پر حرف آتا۔ اس تمام مضمون کو قرآن شریف نے کیا ہی مختصر الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ اہل نظر اور صاحب بصیرت اس آیت کو دیکھ کر یقیناً حالت وجد میں آ جائینگے ؛

ارشاد ہوتا ہے ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء ط انہ بعبادہ خبیر بصیر (۴۲ ، ۲۶) کہ اگر اللہ اپنے تمام بندوں پر رزق کی کشائش اور فراوانی کر دیتا۔ تو بندے زمین پر سرکشی کرنے (اور نظام عالم کو بگاڑ دیتے) اسی لئے اللہ نے اندازے سے ہر ایک کو دیا کیونکہ اللہ (جو سب کا خالق ہے) اپنے بندوں کی فطرت سے خبیر و بصیر ہے

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ یہ جو بے علمی اور کوتاہ اندیشی سے خیال کر لیا گیا ہے کہ اختلاف مدارج

کلمہ فضل رحمانی کا جواب
خود اس کے مؤلف کی زبان سے

قاضی فضل احمد صاحب ریٹائرڈ پولیس کورٹ انسپکٹر سلسلہ احمدیہ کے مخالف نے ایک مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی برادرم شیخ محمد شفیع صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لدھیانہ کے نام کر دیا۔ جو ایک اشتہار کی بنا پر تھا۔ اس مقدمہ کے دوران میں قاضی فضل احمد صاحب مستغیث پر ہمارے وکلاء کی طرف سے جو جرح ہوئی۔ چونکہ وہ مذہبی طور پر بہت مفید و کارآمد ہے۔ اس لئے میں اسے افادہ عام کے لئے چھاپتا ہوں۔ ناظرین کرام دیکھیں کہ مؤلف کلمہ فضل رحمانی کس طرح اکثر اپنے منہ سے خود اقرار کرنے پر مجبور ہوا ہے۔ کہ جو حوالہ میں نے دیا ہے۔ وہ بلفظہ نہیں۔ یا جو مطلب میں نے اس کا بیان کیا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ یا کم از کم حضرت مرزا صاحب کا وہ عقیدہ جو ان کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ وہ ٹھیک نہیں پیش کیا گیا۔ اس کے لئے ہم اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتے۔ فیصلہ عدالت کے مندرجہ ذیل الفاظ کا اندراج ہی کافی ہوگا۔

"ایک مسلمان جو نہ قادیان کے نبی کا پیرو ہے۔ اور نہ ہی مستغیث کی طرح دیوانہ دشمن ہے صاف طور پر یہ دیکھ سکتا ہے۔ کہ جو الزامات مستغیث نے اپنی کتاب "کلمہ" میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر لگائے ہیں۔ وہ جھوٹے اور توڑے مروڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔ کہ مرزا صاحب قیامت۔ تقدیر۔ ملائک۔ معجزات اور عذاب قبر پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور قرآن اور احادیث کی صحت کے منکر ہیں۔ اور وہ روزے نہیں رکھتے۔ اور تناسخ کے قائل ہیں۔ نیز یکہ مستغیث مرزا صاحب کی کتب سے یہ

دکھلا سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے تئیں خدا منوانا چاہتے ہیں۔ اس کے بیانات جرح میں یہ بخوبی ثابت ہوگیا ہے۔ کہ یہ حملے کیسے بے بنیاد۔ بیجا۔ اور غیر منصفانہ ہیں۔ وہ مرزا صاحب کی کتب سے بلفظہٖ یا ملخصاً حوالے دینے بیان کرتا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے اور مستغیث نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ عبارات نہ تو بلفظہٖ ہیں۔ اور نہ ہی وہ اصطلاح کے کسی مفہوم میں جہاں وہ خلاصہ کہتا ہے۔ صحیح خلاصے ہیں۔

ہم اس معاملہ پر زیادہ عرق ریزی کر کے وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ جو مستغیث کے بیانات جرح پر سرسری نظر ڈالنے سے ظاہر ہو جاتا ہے۔"

ترجمہ بیان حلفی قاضی فضل احمد

قاضی فضل احمد پسر قاضی اللہ دین۔ راجپوت۔ ساکن شاہپور ضلع گورداسپور

عمر ساٹھ سال۔ ریٹائرڈ کورٹ انسپکٹر پولیس

ایک اشتہار مورخہ ۱۲؍ ستمبر جس کی اشاعت ۱۴/۹/۳۴ کو ہوئی۔ یہ اشتہار شامل مثل ہے۔ (P. A) محمد شفیع ملزم نے لکھا اور شائع کیا۔ اور محمد یوسف ملزم نے چھاپا۔ اس اشتہار میں ۲۴ ریمارک توہین آمیز میری نسبت درج ہیں۔ ان ۲۴ ریمارک کا خلاصہ میں نے شامل مثل کر دیا ہے۔ (P. B) محمد شفیع انجمن احمدیہ لودھیانہ کا سکرٹری ہے۔ میں نے ایک کتاب کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی ۱۸۹۷ء میں لکھی اور ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی بانی فرقہ احمدیہ کے خلاف لکھی گئی تھی۔ (P. C) یہ مرزا صاحب کے رسالہ انجام آتھم کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب میں میں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ فرقہ گورنمنٹ اور پادریوں۔ اور مسلمانوں کا مخالف ہے۔ اور حضرت یسوع مسیح کو گندی گالیاں دیتا ہے۔[1]

[1] ٹائیٹل صفحہ ۲۔ ایام الصلح۔ "ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں سو ہماری کسی کتاب میں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف (بقیہ ۱۱)

اس پر احمدیوں نے میرے خلاف زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند ایک مقدمہ کھڑا کر دیا۔ اس میں مجھے ایک دن قید محض اور یکصد روپیہ جرمانہ ہوا۔ اپیل ہیں میں عزت سے بری ہوا۔ اور گورنمنٹ نے مجھے ۷/ ۵۶ ۷ خرچ مقدمہ دیئے۔

پھر خواجہ کمال الدین ۱۹۱۰ء میں یہاں آئے۔ اور وید قرآن اور بائیبل کے مقابلہ پر لکچر دینا چاہا۔ مسٹر ملر نے لیکچر کی اجازت نہ دی۔ احمدیہ اخبار الحکم نے مورخہ ۱۴ جون ۱۹۱۰ء میں میری شکایت کی

اس موقع پر کونسل طرفان نے تسلیم کیا کہ احمدیان لودھیانہ اور مستغیث کے درمیان سخت بغض و عناد ہے۔ ملزم محمد شفیع نے اس امر کو تسلیم کر لیا۔)

یہ اشتہار اسی بغض و عناد کا نتیجہ ہے۔ جو احمدیوں کو میرے ساتھ ہے۔ ملزم کے اشتہار سے پیشتر میں نے ایک اور اشتہار دیوبندیوں کے متعلق شائع کیا تھا۔ جو میں نے شامل مثل کر دیا ہے۔ جو کچھ میں نے اس اشتہار میں لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ مفتی عبدالحمید نے اس اشتہار کی تصدیق کی۔ جو میں نے لکھا تھا۔ در اصل اس نے ہی یہ اشتہار شائع کیا۔ اور اس اشتہار میں میں نے احمدیوں کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔

اس اشتہار سے پیشتر ملزم نے تین اور اشتہار میرے برخلاف شائع کئے۔ جو میں پیش کرتا ہوں 8/ی ا ، د کو/۱۱ ۱۷ اشتہار مورخہ ۱۰/۱۱/۱۶ کی غرض مجھے رنج پہنچانا اور مجھے میرے دوستوں رشتہ داروں میں بدنام کرنا۔ اور میری مصنفانہ قابلیتوں پر بٹہ لگانا ہے۔

جو کچھ میں نے کلمہ فضل رحمانی میں لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور حوالہ جات پر مبنی ہے۔ میں نے محمد شفیع کو معافی کیلئے نوٹس دیا۔ لیکن اس نے معافی نہیں مانگی۔ میں انسپکٹر پولیس ورجہ اول تھا اور ۳۰۰ روپیہ تنخواہ لیتا تھا۔ اب مجھے ۱۵۷/۰ روپیہ ماہوار پنشن ملتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) ہو اور اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ دھوکہ کھانے والا۔ اور جھوٹا ہے" آریہ دھرم صفحہ آخر۔ " ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن میں نام و نشان نہیں۔"

بجواب سوالات جرح

(D.B) مستغاث علیہ نے جو نوٹس (D.B) مجھے دکھلایا گیا۔ نوٹس جو محمد شفیع کو میں نے دیا تھا۔ مجھے دکھلایا ہے۔ یہ میرا لکھا ہوا نہیں ہے۔ یہ میں نے پڑھ لیا ہے۔ یہ ایک مسلمان لدھیانہ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے دونوں رقعے مورخہ ۶/۶/۱۷ء (D.C – D.D) دیکھ لئے ہیں۔ یہ میرے لکھے ہوئے ہیں۔

(۱)

میں نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی کے صفحہ ۱۱۰ میں حوالہ بلفظہ دیا ہے۔ یہ مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۶۱ کا حوالہ ہے۔ میں نے یہ حوالہ دیا ہے کہ "عیسائیوں کے ساتھ بحث کرنا چھوڑ دو" ازالہ کا صفحہ دراصل ۵۶۰ ہے۔ فقرہ مندرجہ بالا ازالہ میں نہیں ملتا لیکن مطلب وہی ہے [۱]

(۲)

میں نے اپنی کتاب کلمہ کے ص ۱۰۲ نمبر ۱۳ پر مرزا صاحب کی کتاب ازالہ کے ص ۶۸۳ سے الفاظ نقل کئے ہیں یعنی "جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا۔ وہ ہم نے معلوم کر لیا گیا" (صفحہ ۶۸۳ ازالہ) مجھے یہ فقرہ صفحہ ۶۸۳ پر انہی الفاظ میں نہیں ملتا۔ لیکن یہ ان الفاظ کا خلاصہ کہلا سکتا ہے [۲]

---

[۱] ازالہ اوہام کی عبارت یہ ہے۔ "اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو" اس سے ظاہر ہے کہ مستغیث کا یہ کہنا کہ مطلب وہی ہے۔ غلط ہے۔

[۲] ناظرین اصل عبارت ازالہ ص ۶۸۳ کی یہ ہے۔ "ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے۔ کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ ہاں عیسائیوں نے مختلف زمانوں میں مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا تھا" اس کو سمجھا جا سکتا

"جو ظہور" سطر ۸ سے الفاظ "کیا تھا" تک کا ہے۔ لیکن ایک سطر ۸۳ ہو گی ہے۔

(۳)

کلمہ[*] صہ ۱۱۲ نمبر ۲ پر میں نے۔ مرزا صاحب کا عقیدہ "قیامت نہیں ہو گی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں" نقل کیا ہے۔ یہ الفاظ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲ ٹائیٹل پیج پر نہیں ہیں۔ لیکن عربی جو درج کی گئی ہے وہ صحیح ہے۔ اُس میں عربی الفاظ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ نہیں لکھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں نے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب قیامت اور تقدیر کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے مرزا صاحب کی تحریرات میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی۔ جو یہ ظاہر کرے کہ وہ اس پر ایمان رکھتے تھے۔ جہانتک میں نے ان کی کتابوں کو دیکھا ہے۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ وہ ان پر ایمان رکھتے تھے۔

۔ میں نے مرزا صاحب کی کتاب آسمانی فیصلہ پڑھا ہے۔ اس کے صفحہ ۴ پر بھی یوم الآخر اور والقدر وغیرہ درج نہیں ہے۔ حشر نشر اور یوم البعث۔ ہاں درج ہے۔

(۴)

کلمہ کے صہ ۱۰۵ نمبر ۲ پر میں نے لکھا ہے کہ فرشتہ کوئی نہیں وغیرہ اور توضیح مرام کے خاص صفحات کا حوالہ دیا ہے۔ میں نے یہ ملخصاً بلفظہ درج کیا ہے۔ جبرئیل بھی فرشتہ ہے۔ آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۴ پر مرزا صاحب نے جبرئیل پر ایمان ظاہر کیا ہے۔ لیکن وہ جبرئیل پر

ایسا ہی ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ میں نے اپنی کتاب ... کے صہ نمبر ۳ پر ظاہر کیا ہے۔ ازالہ کے صہ

پر مرزا صاحب نے فرشتوں پر ایمان لانا بیان کیا ہے۔

(۵)

صفحہ ۱۱۳ نمبر ۷، ۲ پر میں نے مرزا صاحب کا یہ اعتقاد لکھا ہے۔ کہ "آفتاب مغرب سے نہیں نکلیگا۔" اور میں نے ازالہ اوہام کے صہ ۵۱۵ کا حوالہ دیا ہے۔ اس صفحہ پر مرزا صاحب یہ لکھتے ہیں کہ "ہم اس پر بہر حال ایمان رکھتے ہیں۔"

[*] دیکھو نمبر ۱۸ - ۱۹

۶

کلمہ کے صفحہ ۱۱ نمبر ۱۱ پر میں نے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا اعتقاد ہے کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں[۱] میں نے ازالہ کے صفحات ۲۵-۲۶ کا حوالہ دیا ہے۔ اور یہ لکھا ہے۔ کہ یہ بلفظہ بیان کیا ہے۔ ازالہ کے صفحہ ۲۷ پر قرآن کی ایک آیت صحیح بیان کی گئی ہے۔ زنیم کے معنی گنہگار یا زناکار کے ہیں مجھے کوئی اور معنی معلوم نہیں۔ میں نے مولوی وحید الدین کا قرآن مع ترجمہ دیکھا ہے۔ انھوں نے ۲۷ پر یہ ترجمہ کیا ہے داے پیغمبر تو جھٹلانے والے (کافروں) کا کہنا مت مان۔ وہ چاہتے ہیں۔ تو ڈھیلا پڑ جائے تو وہ بھی ڈھیلے ہو جائیں۔ اور اس کی بات مت سن۔ جو بہت قسمیں کھاتا ہے۔ جھوٹا (یا بدکار یا ذلیل) عیب جو (یعنی طعنے مارنے والا) چغلخور۔ اچھے کام سے روکنے والا۔ حد سے بڑھ جانے والا۔ بڑا گنہگار۔ اکھڑ (ظالم یا پیٹو۔ بہت کھانے والا) ان سب باتوں کے سوا بدذات۔ ہم اب اس کے سونڈ (ناک) پر داغ لگا دینگے؛ قرآن شریف کے حاشیہ نوٹ نمبر ۷ پر یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ بداصل۔ بدقوم۔ زنیم عربی زبان میں وہ شخص ہے۔ جو دوسری قوم کا ہو۔ اور ایک قوم میں آ کر شریک ہو جائے۔ میں مرزا صاحب کی اور کوئی تحریر نہیں دکھلا سکتا۔ جو یہ ظاہر کرتی ہو کہ قرآن گالیوں سے بھرا ہے

(۷)

کلمہ کے صفحہ ۱۲ نمبر ۱۶ پر میں نے مرزا صاحب کے ازالہ کے صفحہ ۴۸ کا خلاصہ لکھا ہے۔ در اصل مرزا صاحب یہ کہتے ہیں۔ کہ بعض کے خیال کے مطابق یہ حضرت موسیٰ کی دھمکی تھی۔ مرزا صاحب نے دھمکی والے خیال کی تردید کی ہے۔ اور اس کو مسمریزم کا ایک شعبہ[۱] کہا ہے۔

---

[۱] ناظرین ازالہ صفحہ ۱۳ کی یہ عبارت پڑھیں۔ اور مسٹر غیث کے بیان کی صداقت کی داد دیں۔ "اگر ہر ایک سخت اور آزار دہ تقریر کو محض بوجہ اس کے حرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں۔ تو اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔"

[۱] ازالہ صفحہ ۴۸ میں یوں لکھا ہے علم عمل الترب ایک عظیم الشان علم ہے۔ جو طبعی کا ایک قسم (بقیہ صفحہ ۱۵)

(۸)

کلمہؐ کے صفحہ ۱۱ نمبر ۴ پر میں نے مرزا صاحب کے ازالہ صفحہ ۶۸۸ کا حوالہ دیا ہے۔ اور مرزا صاحب کا عقیدہ بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت کی الہام اور وحی غلط نکلی تھی؟ جو کچھ ازالہ میں لکھا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔

میں مشکوٰۃ کو مانتا ہوں۔ کہ یہ صحیح ہے۔ اس کے صفحہ ۵۹۳ پر میں نے یہ حدیث دیکھی ہے۔ عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب ورایت فی رؤیای ھذہ انی ھززت سیفاً فانقطع صدرہٗ فاذا ھو ما اصیب من المومنین یومَ اُحُدٍ

۹

تناسخ کا یہ مطلب ہے۔ کہ مرنے کے بعد روح کسی اور جسم میں چلی جاتی ہے۔ میں نے اپنی کتاب

(بقیہ صفحہ ۱۴) روحانی حصہ ہے۔ جس میں بڑے بڑے خواص اور عجائبات پائے جاتے ہیں؟ اس کے ہمراہ نمبر ۱ کا حاشیہ پڑھیں۔ ﷺ اس کے ہمراہ نمبر ۱۵۔ دیکھو۔ ۲۔ ازالہ میں تو یہ لکھا ہے۔ "یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ ایسے امور ہیں۔ جو عملی طور پر سکھلائے نہیں جاتے۔ اور نہ ان کی جزئیات خفیہ سمجھائی جاتی ہیں۔ انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکان سہو و خطا ہے۔۔ جس قدر الفاظ وحی کے ہوتے ہیں۔ وہ تو بلاشبہ اول درجہ کے سچے ہوتے ہیں۔ مگر نبیوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ کبھی اجتہادی طور پر بھی اپنی طرف سے ان کی کسی قدر تفصیل کرتے ہیں۔ اور چونکہ انسان ہیں۔ اس لئے تفسیر میں کبھی احتمال خطا کا ہوتا ہے۔ لیکن امور دینیہ ایمانیہ میں اس خطا کی گنجائش نہیں ہوتی؟" اس سے صاف ظاہر ہے کہ مستغیث کا یہ کہنا۔ کہ جو کچھ ازالہ میں لکھا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ صریح غلط ہے۔

کلمہ میں لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب تناسخ[ل] کو مانتے ہیں۔ کلمہ کے صفحہ ۱۱۳ نمبر ۲۹ پر میں نے مرزا صاحب کا یہ عقیدہ لکھا ہے۔ کہ "تناسخ صحیح ہے" اور میں نے مرزا صاحب کی کتاب ست بچن کے صفحہ ۸۴ کا حوالہ دیا ہے۔ شعر جو میں نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ یہ مرزا صاحب کی کتاب[ب] کا ہے۔ مرزا صاحب اس شعر کو مثنوی مولانا روم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ مثنوی کی جو کاپی میرے پاس ہے۔ اس میں یہ نہیں ملتا۔ میں نے تلاش کرنے کی کوشش کی ست بچن کے صہ۸۲ و ۸۴ پر جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب اس تناسخ کو مانتے تھے۔ جو میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۹ نمبر ۵ پر درج کیا ہے

(۱۰)

میں نے یہ لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب یہ کہتے ہیں۔ کہ "خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا"، اور میں نے صہ۲۵۳ ازالہ کا بہ نقطہ[ع] حوالہ دیا ہے۔ لفظ[ٹ] غلطی سے لکھنا رہ گیا۔

ل جیو اور جسم دونوں خدا تعالیٰ کی پیدائش اور اس کی ملکیت ہیں۔ مگر تناسخ والے تو ایسا نہیں کہتے۔ اس سے تو ان کا تناسخ تو ثابت ہے۔ وید کے تناسخ کا قائل بجز دہریہ اور نیم دہریہ کے۔ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ست بچن صفحہ ۸۴ و ۸۵۔

(۲) دیکھو سرمہ چشم آریہ۔ پہلی تصنیف شدہ کتاب صفحہ ۶۵ و ۶۶۔ آپ لوگوں کا آواگون۔ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کی ضد پڑا ہوا ہے۔ (ب) بموجب اصول آپ کے تمام سلسلہ خدائی کا گناہوں کے طفیل ہی چل رہا ہے۔

(۳) پھر دیکھو سرمہ چشم صہ۱۳۰ ناک صاحب ویدوں کے بھاری عقیدے سے جو مدار تناسخ ہے۔ اپنی زندگی میں بیزار ہو چکے تھے۔ اور ہادی مطلق نے ان کے دل کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ یہ تحریر ویدوں کی بالکل جھوٹی اور غلط ہے۔

(۴) نسیم دعوت صہ۳ "تناسخ کے مسئلہ جیسا اور کوئی جھوٹا مسئلہ نہیں۔ کیونکہ اس کی بنیاد ہی غلط ہے اور آزمائش کے طور پر بھی یہ غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور انسانی پاکیزگی کے لحاظ سے بھی غلط ٹھہرتا ہے اور خدا کی قدرت میں رخنہ انداز ہونے کی وجہ سے ہر ایک عارف کا فرض ہے۔ کہ اس کو غلط سمجھے۔" (بقیہ برصفحہ ۱۷)

(۱۱)

کلمہ کے صہ ۱۹ پر میں سنے یہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ سب معجزات۔ جو قرآن میں ہیں۔ وہ مسمریزم ہیں۔ اور میں نے صہ ۴۸، صہ ۵۳ ازالہ کا حوالہ دیا ہے۔

میں نے[1] اپنی کتاب کے نمبر ۱۴ میں یہ عنوان دیا ہے۔ کہ "قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں" صہ ۴۸ تا صہ ۵۰ میں صاف طور پر یہ نہیں بیان کیا گیا۔ کہ تمام معجزات مسمریزم ہیں۔ یہاں جو معجزات بیان کئے ہیں۔ ان کے الفاظ سے میں نے یہ عنوان دیا ہے۔ اور مرزا صاحب کے اس اعتقاد کی بنا پر جو کہ دوسری جگہ ظاہر کیا گیا ہے۔ مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام ۱۸۹۳ء شائع ہوئی۔ اور میری کتاب ۱۸۹۸ء آئینہ (یعنی آئینہ کمالات معنفہ مرزا صاحب) کے صہ ۶۵ پر یہ بیان ہے کہ رسول اللہؐ نے بدر کی جنگ میں کنکریوں کی مٹھی دشمن کی طرف پھینکی۔ اور جس سے وہ اندھے ہوگئے۔ مرزا صاحب اس معجزے پر ایمان رکھتے ہیں۔ آئینہ کے صہ ۱۶ پر شق القمر کا معجزہ بیان کیا گیا ہے۔ جس پر مرزا صاحب کو ایمان ہے۔ یہ دونوں معجزات قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔

ان دونوں کے علاوہ جس قدر معجزات قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان کو مرزا صاحب مسمریزم کہتے ہیں۔ مرزا صاحب ان دونوں معجزات کے منکر کو غلطی پر کہتے ہیں۔

مرزا صاحب کی کتاب سراج منیر کے صہ ۷۶ پر یہ اشعار درج ہیں۔

معجزات انبیائے سابقیں ۔۔۔ آنچہ در قرآں بیانش بایقیں
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ۔۔۔ ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

لیکن دیکھو صفحہ ۳۰۲ صہ ۳۰۸ صہ ۵۲ صہ ۵۳ ازالہ اوہام جس میں یہ ایمان ظاہر نہیں کیا گیا[2]

---

[1] (نوٹ صہ ۱۶) اصل الفاظ یہ ہیں "خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا۔ اور کسی کو علماء میں سے اس بات پر ذرا رنج نہیں گذرا" (براہین احمدیہ)

[2] مستغیث غلط کہتا ہے۔ معجزات پر ہر جگہ مسیح موعود نے اپنا ایمان ظاہر کیا ہے۔ ازالہ کے اس صفحہ ۳۰۲ میں صاف لکھا ہے کہ "انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایک وہ (بقیہ صہ ۱۸)

نوٹ "سب" مرزا صاحب کی کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ متعلق معجزات مردوں کے

(۱۲)

کلمہ کے صہ ۱۲۹ پر میں نے مرزا صاحب کا یہ اعتقاد لکھا ہے "کہ عذاب قبر نہیں ہے" اور میں نے ازالہ کے صہ ۱۴۱ کا ملخصاً حوالہ دیا ہے۔ مرزا صاحب نے یہ الفاظ نہیں لکھے لیکن میں نے یہ الفاظ عنوان عبارت سے نقل کئے ہیں۔ ازالہ کے صہ ۳۵۸ پر مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ بدکار آدمی جب قبر میں دفنا دیا جاتا ہے۔ تو دوزخ کی ایک کھڑکی کھولدی جاتی ہے۔ یا بعض کے خیال کے مطابق وہ دوزخ میں ہی ڈالدیئے جاتے ہیں۔ میں حنفی مسلمان ہوں۔ میں قبر میں بدکار آدمی کے لئے دوزخ کی کھڑکی اور نیک آدمی کے لئے بہشت کی کھڑکی کھلنے پر ایمان رکھتا ہوں۔

(۱۳)

صہ ۱۳۱ کلمہ پر میں نے لکھا ہے۔ کہ خدا نے مرزا صاحب کے اگلے پچھلے گناہ سب بخشدیئے اور میں نے براہین احمدیہ کے صہ ۵۹۶ کا حوالہ دیا ہے اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک

(بقیہ صہ ۱۷) جو محض سماوی امور ہوتے ہیں۔ جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں۔ جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو الہام الٰہی سے ملتی ہے۔ جیسے الہام الٰہی کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر ہے جس کو دیکھ کر بلقیس ایمان لائی"۔ اور ازالہ کے صفحہ ۳۰۸ میں لکھا ہے۔ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے" اور صفحہ ۳۱۲ میں فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا۔ کہ یہ عمل الترب ہے۔ اور اس عمل کے عجائبات کی نسبت یہ بھی الہام ہوا ھذا ھو الترب الذی لا یعلمون یعنی یہ وہ عمل الترب ہے جس کی اصل حقیقت کی زمانہ حال کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں"۔ اس کے علاوہ صہ ۳۰۸ ازالہ میں فرمایا ہے کہ علم عمل الترب ایک عظیم الشان علم ہے جو طبعی کا ایک روحانی حصہ ہے۔ جس (بقیہ صہ ۱۹)

لیکن میں نے مرزا صاحب کی تشریح درج نہیں کی۔ جو کہ ص۵۹۱ پر درج ہے۔

(۱۴)

کلمہ کے ص۳۴ پر میں نے لکھا ہے۔ کہ "لیجئے حضرت!! میں مرزا صاحب کا خدا بننا بھی ان کی تالیفات و تحریرات سے ہی نکال کر پیش کرتا ہوں"۔

الف میں میں نے ازالہ کے صفحہ ۵۳ کا حوالہ دیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ "غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی سے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی" مگر براہین مرزا صاحب نے تالیف کی تھی۔ اس لئے میں نے یہ لکھا۔ کہ مرزا صاحب خدا بھی بن گئے۔

ب۔ میں میں نے الہام نقل کیا ہے۔ "اس شان کا مدعا ہے۔ کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں"۔ مرزا صاحب کے کہنے کے مطابق اس کا متکلم خدا ہے۔

(۱۵)

کلمہ کے ص۷ انبر پر میں نے یہ عنوان دیا ہے۔ کہ حضرت "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی وحی غلط نکلی" یہاں یہ لکھا ہے کہ وحی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ شرح عقائد نسفی میں جو عقائد درج ہیں میں ان کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس کے صفحہ ۲۰۲ پر یہ اعتقاد ظاہر کیا ہے کہ نبی اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے۔ (خطائی الاجتہاد) لیکن وحی کے معاملات میں غلطی نہیں کر سکتا۔ رویا وحی میں داخل ہے۔ قرآن کے ص۸۳۹ پر نبی کریم کا ایک خواب درج ہے جو آنحضرت نے مدینہ میں دیکھا تھا کہ آپ مکہ میں حج کر رہے ہیں۔ اس پر آپ اپنے ساتھیوں سمیت مکہ کو روانہ ہو گئے۔ لیکن مکہ کے قریب کفار نے آپ کو روک دیا۔ یہاں صلح ہو گئی۔ اور آنحضرت بلا ادائے حج شرائط صلح کے مطابق مدینہ کو واپس آ گئے۔ اور شرائط صلح کے مطابق اگلے سال حج ہوا۔

۱۶

کلمہ کے ص۵ اکے حاشیہ پر میں نے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب "قرآن شریف اور احادیث شریف

(بقیہ ص۱۸) میں بڑے بڑے خواص اور عجائبات بتائے جاتے ہیں۔ ×× دیکھو حدیث (بقیہ ص۲۰)

سے انکاری ہیں"۔ میں نے کلمہ فضل رحمانی انجام آتھم (مصنفہ مرزا صاحب) کے جواب میں تالیف کی۔ اس کے ص۱۴۳ و ص۱۴۴ پر مرزا صاحب اپنا ایمان بالفاظ ذیل بیان کرتے ہیں۔

"ولا دین لنا الا دین الاسلام ولا کتاب لنا الا الفرقان کتاب اللّٰہ العلام ولا نبی الا محمد خاتم النبیین صلی اللّٰہ علیہ وسلم وبارک وجعل اعداءہ من الملعونین اشہدوا انا نتمسک بکتاب اللّٰہ القرآن و نتبع اقوال رسول اللّٰہ منبع الحق والفرقان"

(۱۷)

کلمہ کے صفحہ ۵۳ پر میں نے لکھا ہے۔ کو پس بقول مرزا صاحب ثابت ہو گیا۔ کہ "مرزا صاحب کا خدا عاجی۔ ہاتھی دانت کا یا گوبر کا ہے"۔ براہین مرزا صاحب کے ص۵۵۵ میں مرزا صاحب نے لکھا ہے ربنا عاج× لغاتوں میں عاج کے معنی ہاتھی دانت کا۔ یا گوبر کا لکھے ہیں۔ یا وہ معنی جو میں نے ص۵۳ پر لکھے ہیں ص۵۵۶ پر مرزا صاحب نے جہاں یہ الہام لکھا ہے بریکٹ میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ "اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے"۔

یہ لفظ عاج ڈبل جیم سے نہیں پڑھا جا سکتا۔ میرے علم میں اس کا مخرج عج نہیں ہے میں نے رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب (مصنفہ مرزا صاحب نقل) پڑھی ہے۔ جو دسمبر ۱۸۹۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں ہوا تھا۔ رپورٹ ۱۸۹۷ء میں چھپی تھی۔ اس کے صفحہ ۱۸۱ سے ہم آگے مرزا

(بقیہ صفحہ ۱۹) مشکوٰۃ مندرجہ نمبر ۱۹ ؎ آپ کیوں درج کرتے۔ اس میں تو آپ کا صریح نقصان تھا اچھا ہم درج کر دیتے ہیں۔ دیکھو حاشیہ ص۵۹۱ ۔ "اس آخری فقرہ کا یہ مطلب نہیں۔ کہ منہیات شرعیہ تجھے حلال ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ تیری نظر میں منہیات مکروہ کئے گئے ہیں اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت میں ڈالی گئی ہے۔ گویا جو خدا کی مرضی ہے وہ بندے کی مرضی بنائی گئی اور سب ایمانیات اس کی نظر میں بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئیں۔ ؎۲ کیا لطیف اور قابل ولو دلیل دی ہے

؎۱ یعنی ہم کتاب اللّٰہ۔ قرآن۔ اور اقوال رسولؐ (احادیث) پر ایمان رکھتے ہیں۔
؎۲ پس تمہارا الزام کس قدر غلط ثابت ہوا۔

صاحب کی تقریر مندرج ہے۔ صد ۱۲۳ پر یہ لکھا ہے۔ الملک القدوس یعنی وہ خدا بادشاہ ہے۔ جس پر کوئی داغ عیب نہیں۔ میری کتاب کلمہ ۱۸۹۸ء میں چھپی تھی

(۱۸)

میں نے اپنی کتاب کلمہ میں لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب **فرشتوں** کے منکر ہیں۔ انجام آتھم کے صد ۴۵ پر مرزا صاحب ملائک اور حشر نشر پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ ان سے منکر ہیں ان کو ملعون اور خسرۃ الدنیا والآخرۃ کہتے ہیں۔ کتاب فقہ اکبر امام ابو حنیفہ صاحب رح کی ہے۔ جن کا میں پیرو ہوں۔ وہ یوم الآخر کو مانتے ہیں۔ بعث بعد الموت میں یوم الآخر شامل نہیں۔ میں ملا علی قاری کو حنفی مانتا ہوں۔ فقہ اکبر صہ ۱۵ میں ملا علی قاری کہتے ہیں۔ کہ امام صاحب رح بعث بعد الموت سے یوم الآخر مراد لیتے ہیں۔ لیکن میں نے ایک اور اصلی کتاب میں دیکھا ہے کہ دونوں فقرات لکھے ہیں۔

پورا ایمان اس طرح ہے۔ امنت باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت

یہ ساتوں فقرات قرآن میں ایک جگہ بیان نہیں کئے گئے۔ سورہ بقر صہ ۲۰ میں پہلے چار دیئے گئے ہیں۔ صہ ۱۶۱ میں پہلے پانچ بیان کئے ہیں۔ صہ ۱۲۸ صہ ۱۲۹ مرزا صاحب کی حقیقۃ الوحی میں یہ لکھا ہے۔ کہ یوم الآخر کے منکر کی نجات نہیں ہو سکتی۔

(۱۹)

مرزا صاحب کی آثار مبارکہ کے صہ ۲۷ پر قضا و قدر پر ایمان ظاہر کیا ہے قضا و قدر اور تقدیر ایک ہی معنی ہیں۔

۱۷۔ اپریل ۱۹۰۳ء کو بیان کہ کارروائی مقدمہ پہنچنے کے بعد اگلی تاریخ ۲۲۔ اپریل ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔ ۲۲۔ اپریل کو قاضی فضل احمد صاحب نے ایک خط پرائیوٹ طور پر عدالت کو بذریعہ ڈاک بھیجا۔ جسے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ۲۲۔ اپریل کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے برسر اجلاس فریقین کو سنا دیا۔ اور پھر اپنے ریمارک کے ساتھ شامل مثل کیا۔ جو یہ ہے:۔

نقل خط قاضی فضل احمد مستغیث جو ۲۲- اپریل کو پرائیوٹ طور پر عدالت کو بذریعہ ڈاک بھیجا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ - ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

بحضور جناب حاکم دوراں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لدھیانہ

جناب عالی خاکسار نے لاچار ہو کر اپنی عزت اور جان بچانے کے لئے - اور توہین و بیعزتی کی دادخواہی کی غرض سے عدالت میں نالش دائر کی تاکہ دشمنوں سے خاکسار کو بچایا جائے مگر عاجز دیکھتا ہے - کہ حضور کی عدالت میں ابتداء ہی سے جو سلوک میرے ساتھ کیا جاتا ہے - وہ مجرموں کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا - حالانکہ خداوند کریم کا حکم قولو اللناس حسنا ہر ایک کے ساتھ حسن خلق سے کام کرنے کا ہے - مگر خاکسار کو برسر اجلاس - او قاضی! او بیوقوف!! پکارا جاتا ہے - اور دشمنوں میں میری سخت تضحیک کی جاتی ہے - اب تمام شہر میں جا بجا دشمنوں نے اس بیعزتی کو مشتہر کر دیا - جس سے خاکسار کو سخت رنج پہنچا - حتیٰ کہ اگر اسلام میں ازتکاب خودکشی حرام نہ ہوتا - اور خاکسار بے علم ہوتا - تو شاید عدالت حضور میں حاضر ہونے کے قابل نہ ہوتا - مگر افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد خدا کے سپرد کرتا ہے - اور روز قیامت کو جس پر میرا ایمان ہے - اپنے اعمال کی سزا و جزا کے لئے تیار رہوں - ان اللہ مع الصابرین - زیادہ آداب

خاکسار احقر العباد فضل احمد عفا اللہ عنہ رقومہ ۲۲- اپریل ۱۹۱۷ء

نقل ریمارک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۱۷ء

پیشتر اس کے کہ مقدمہ شروع کیا جاوے مجھے یہ نوٹ کر دینا چاہئے - کہ مستغیث قاضی فضل احمد کی طرف سے بذریعہ ڈاک ایک غیر معمولی خط مجھے موصول ہوا ہے یہ ۲۲/۱۷ کا لکھا ہوا ہے - میرے لئے اور کوئی طریق نہیں بجز اس کے کہ اس خط کو بعد لفافہ کے شامل شل کر دوں -

یہ کہ اس کو عدالت میں بیوقوف کہا گیا تھا - محتاج تشریح ہے - قاضی کی یہ عادت ہے،

کہ ہر ایک سوال پر جو جرح میں اس سے پوچھا جاتا ہے۔ بحث شروع کر دیتا ہے۔ اگرچہ بارہا اس کو تنبیہہ کی جا چکی ہے۔

اس کے اس اظہار کے متعلق جب اس پر جرح ہو رہی تھی۔ کہ مرزا صاحب مدعی ہیں کہ ان کے تمام گناہ بخشے گئے۔ تو میں نے اس سے یہ دریافت کیا۔ کہ آیا وہ انبیاء کو معصوم سمجھتا ہے یا نہیں۔ اس نے یہ جواب دیا۔ کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے۔ اور ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گویا میں مرزا صاحب کو نبی مانتا ہوں۔ میں نے یقیناً اسے کہا کہ بیوقوف مت ہو۔ بلکہ سیدھے جواب دو۔

میرا مطلب اس کو یہ بتلانے کا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے جب کہ نبی ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ تو معصوم ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہوگا۔ مگر اس نے اس سوال کا سیدھا جواب نہ دیا۔ اور یہ معاملہ چونکہ نتیجہ خیز نہ تھا۔ اس واسطے مثل پر نہ لایا گیا۔

فریقین کو اس امر کا جاننا لازم ہے۔ کہ چٹھی کا مجھ پر کچھ بھی اثر نہیں پڑے گا۔ جہاں تک کہ اس کا مقدمہ کے ساتھ تعلق ہے۔ اگرچہ ایک ریٹائرڈ کورٹ انسپکٹر آف پولیس کی جانب سے جیسا کہ معلوم ہے عدالت کے نام ایک پرائیوٹ چٹھی بھیجنا ایسا تعجب خیز امر ہے۔ کہ اس کی کچھ تشریح نہیں کیجا سکتی۔ اور ضروری ہے۔ کہ یہ حرکت قابل ملامت متصور ہو۔

لدھیانہ: ۲۲۔ اپریل ۱۹۱۷ء

دستخط مجسٹریٹ درجہ اول

اس قدر کارروائی کے بعد مستغیث پر ۲۴۔ اپریل کو جو جرح ہوئی۔ وہ یہ ہے:۔

مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۷۶ پر یہ لکھا ہے فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ* قد شہد بدرًا وما یدریک لعل اللّٰہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ وفی روایۃ فقد غفرت لکم

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق کوئی شخص ظاہر ہوا۔ بدر کی لڑائی میں۔ اور کہا تجھے

ف یہ جرح ۲۴ کو ہوئی۔ * انہ کی ضمیر کا مرجع حاطب بن ابی بلتعہ صحابی ہے۔

معلوم ہے۔ کہ اللہ ظاہر ہوا اہل بدر پر پھر فرمایا کرو تم جو چاہتے ہو۔ واجب ہوگئی تمھارے لئے جنت۔ اور ایک روایت ہے کہ میں نے تم کو بخشدیا۔

(۲۰)

کلمہ کے صہ ۱۱۳ نمبر ۲۹ پر میں نے مرزا صاحب کے عقیدہ کا عنوان دیا ہے۔ کہ " دخان کچھ نہیں ہوگا " اور میں نے مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام کے صہ ۵۱۳ کا حوالہ دیا ہے۔ یہ الفاظ کہ دخان کچھ نہیں ہوگا۔

. . . . یہ ہے ہیں۔ جو مرزا صاحب کی تشریح کہ۔ وہ اس[۱] میں موجود ہے۔

(۲۱)

کلمہ صہ ۵ پر میں نے لکھا ہے۔ کہ " ان کی الہامی کتاب انجیل انجام آتھم معہ ضمیمہ ہے۔ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہو " ان کی سے مراد احمدیوں کی ہے۔ براہین احمدیہ کے صہ ۳۶۲ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ پر مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ " الہام کامل و حقیقی کہ جو برہمو سماج والوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کے ہر ایک قسم کے وساوس کو بکلی دور کرتا ہے۔ اور طالب حق کو مرتبہ یقین کامل تک پہنچاتا ہے وہ فقط قرآن شریف ہے۔ اور بجز اس کے دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں۔

(۲۲)

کلمہ صہ ۵ پر میں نے مرزا صاحب کا عقیدہ لکھا ہے کہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان قرآن شریف کی آیت ہے۔ اور قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور میں نے کلمہ کے صہ ۴ پر مرزا صاحب کے ازالہ کے صہ ۷۶ اور ۷۷ کا حوالہ دیا ہے۔ مرزا صاحب نے ازالہ کے صہ ۷۷ پر اس کو اپنا

[۱] ازالہ صفحہ ۵۱۲ - ۵۱۳ سورہ دخان کی بعض آیات نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اس جگہ دخان سے مراد قحط عظیم و شدید ہے۔ جو سات برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں پڑا کر لوگوں نے مردے اور ہڈیاں کھائی تھیں۔ جیسا کہ ابن مسعود کی حدیث میں مفصل اس کا بیان ہو۔ لیکن آخری زمانہ کے لئے بھی جو ہمارا زمانہ ہے۔ اس دخان مبین کا وعدہ تھا اس طرح پر کہ قبل ظہور مسیح نہایت درجہ کی شدت سے اس کا ظہور ہوگا ۔ ۱۲

کشف[۱] لکھا ہے۔ مرزا صاحب نے عقیدہ نہیں لکھا۔

(۲۳)

کالم صفحہ ۱۲۳ فقرہ ۴ پر میں نے یہ عنوان بطور مرزا صاحب کے عقیدہ کے لکھا ہے۔ کہ یاجوج ماجوج کوئی نہیں ہونگے میں نے ازالہ کے صفحہ ۵۰۲ و صفحہ ۵۰۷ کا بلفظہ حوالہ دیا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج انگریز اور روس ہیں۔ میرا مطلب یہ تھا کہ مرزا صاحب قرآن کے یاجوج ماجوج کو نہیں مانتے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یاجوج ماجوج کا ذکر بائبل حزقیل میں ہے دیکھو حزقیل باب ۳۹ یا نہیں۔
قرآن میں یاجوج و ماجوج کی بابت اس طرح لکھا ہے:۔

(۱) قالوا یا ذالقرنین ان یاجوج ماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجا

(۲) حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون

(۲۴)

کالم صفحہ ۱۲ فقرہ نمبر ۴ پر میں نے مرزا صاحب کے اعمال میں لکھا ہے۔ کہ "مرزا صاحب روزے بھی رمضان شریف کے نہیں رکھتے۔" نور الحق جو مرزا صاحب کی کتاب ہے کے صفحہ ۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔ و نؤمن ...... و نصلی و نصوم[۲]

اس کے بعد جو کارروائی ہوئی۔ وہ کالم فضل رحمانی کے متعلق نہیں اس لئے نہیں چھاپی گئی۔ ہاں اس میں سے جو ضروری اقتباسات ہیں وہ لے لیتے ہیں۔ مستغیث نے بیان کیا کہ

[۱] ازالہ کے صفحہ ۵۰۲ میں لکھا ہے۔ کہ اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے اس کے عجائبات قدرت اسی طرح ہمیشہ ظہور فرما ہوتے ہیں۔ کہ وہ غریبوں۔ اور فقیروں کو عزت بخشتا ہے۔ اور بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہے بڑے بڑے علماء و فضلاء اس کے آستانہ فیض سے بکلی بے نصیب اور محروم رہ جاتے ہیں۔ اور ایک ذلیل۔ حقیر۔ امی۔ جاہل۔ نالائق منتخب ہو کر مقبولین کی جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ ہمیشہ سے اس کی کچھ ایسی ہی عادت ہے۔ اور قدیم سے وہ ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

[۲] ترجمہ۔ ہم مومن ہیں۔ اور نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔

دوسرے اعتقادمیں شاہ عبدالحق دہلوی حنفی تھے ۔ میں ان کو دیوبندیوں جیسا حنفی سمجھتا ہوں ۔
وہ دیوبندیوں جیسے اہلسنت والجماعت ہیں ۔ موخرالذکر ان کے پیرو ہیں ۔ دیوبندی خاص اعتقادات
میں اہل سنت والجماعت کے مخالف ہیں میں دیوبندیوں کو اہل سنت والجماعت سے خارج
کرتا ہوں ۔ میں ان کو کافر نہیں کہونگا لیکن عرب سے ان کے کفر کے فتاوی
آئے ہیں ۔ یہ فتاوی صحیح ہیں ۔ میں محلہ شکور میں رہتا تھا ۔ وہاں ایک مسجد ہے ۔ جو
نیبر بٹ کی مسجد کہلاتی ہے ۔ اس مسجد کا امام حافظ محمد اسمٰعیل تھا ۔ مجھے اور اہل محلہ کو جب معلوم
ہوا کہ وہ دیوبندی ہے ۔ تو ہم نے اس کو نکال دیا ۔ کیونکہ وہ رسول اللہ کی بے ادبی کرتا تھا ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اہلحدیث دیوبندیوں اور اسمٰعیلیوں کی امامت ناجائز ہے ۔ اور وہ قابل نفرت ہیں ۔

بیان مستغیث بجواب مورخہ ۱۹ ۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء

جو شخص بھی وہ عقائد رکھے ۔ جو میں نے اپنے اشتہار میں درج کئے ہیں ۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے اسمٰعیلی
وہابی اور دیوبندی ہیں ۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے ۔ جو شخص مولوی اسمٰعیل کو
شہید سمجھتا ہے ۔ وہ اسمٰعیلی ہے ۔ احمدیوں کے بعض عقائد وہی ہیں جو اسمٰعیلیوں ۔ وہابیوں اور
دیوبندیوں کے ہیں ۔ جن کا میں نے اپنے اشتہار میں ذکر کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میں نے یہ بیان دیا تھا کہ احمدی برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہیں ۔ مرزا صاحب کی کتابوں سے
یہ معلوم ہوا ہے ۔ میں نے کتاب انجام آتھم[۱] ۵۰۴ x ۵۰۵ کا صفحہ دیکھا ہے وہاں یہ لکھا ہے
"اور گورنمنٹ انگریزی میں یہ کوشش کرنا کہ گویا میں مخفی طور پر گورنمنٹ کا بدخواہ ہوں ۔ یہ نہایت سفلہ
پن کی عداوت ہے ۔ یہ گورنمنٹ خدا کی گنہگار ہوگی اگر میرے جیسے خیرخواہ اور وفادار کو بدخواہ اور
باغی تصور کرے ۔ میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیرخواہی میں ابتدا سے آجتک وہ کام کیا ہے
جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی ۔ اور میں نے ہزار ہا روپیہ کے صرف سے
کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی
خیرخواہی چاہیئے ۔ اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے"۔
صفحہ ۵۰۹ جلد دوم ازالہ اوہام[۱] پر مندرجہ ذیل عبارت ہے ۔
"اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں ۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت

[۱] یہ دونوں کتابیں از تصنیف حضرت مرزا صاحب ہیں ۔

نالایق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم اسکا شکر نہ کریں۔ تو پھر ہم خدا تعالےٰ کے بھی ناشکرگزار ہیں“

اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ پر مرزا صاحب نے شرائط بیعت کی تشریح اس طرح پر کی ہے۔

”دوم یہ کہ زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا“

صفحہ ۴۳۷ مجموعہ اشتہارات مسیح موعود جلد اول میں حسب ذیل لکھا ہے۔

”اور ہم اپنی گورنمنٹ انگریزی کو ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔ جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا“

ایام الصلح ٹائٹل پیج۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

”ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں۔ اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے۔ جو ان کی شان بزرگ کے خلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ دھوکہ کھانیوالا اور جھوٹا ہے“۔

صفحہ ۳۰۶ مجموعہ اشتہارات پر لکھا ہے۔

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک خدا کا پیارا نبی تھا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا“

صفحہ ۵۰ جنگ مقدس مصنفہ مرزا صاحب

”حضرت مسیح اپنے اقوال کے ذریعہ اور اپنے افعال کے ذریعہ سے اپنے تئیں عاجز ٹھیراتے رہے۔ خدائی کی کوئی بھی صفت ان میں نہیں۔ ایک عاجز انسان ہیں۔ ہاں نبی اللہ بیشک ہیں خدا تعالےٰ کے سچے رسول ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔

(نوٹ) { بخاری شریف جلد دوئم صفحہ ۱۰۲۴ کی ایک منتخب شدہ عبارت ۵ نقص کی طرف توجہ کی گئی (اور بیان کیا گیا) کہ مستغیث اس پر اعراب لگاتے ہے۔ اور اس نے لگا دیئے۔ (ح × ح) اعراب جو مطبوعہ

۵ عربی عبارت ۔ بَابُ المُلْحِدِ فِی الحَادَۃِ۔ حَدَّثَنَا اٰدم عن ابی اماشی

کتاب پر لگے ہوئے ہیں یہ صحیح ہیں۔ مولوی نور الدین مرزا جی کے خلیفہ تھے۔ مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین کے صفحہ ۲۳۳ پر مولوی اسمٰعیل کو شہید اور ان کے بیٹے محمد عمر کو بزرگ بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۱ پر مولوی اسمٰعیل کو شہید لکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔

مولانا نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ کے صفحہ ۵۹ پر مندرجہ ذیل لکھا ہے۔

"میں نے ہوش سنبھالتے ہی۔ مولوی خرم علی۔ مولوی اسمٰعیل۔ مولوی محمد اسحٰق کی کتابوں نصیحۃ المسلمین۔ تقویۃ الایمان۔ اور ردیاۃ المسلمین کو پڑھا۔ اور ان سے توحید کا وہ سبق پڑھا۔ کہ ہر غلطی سے بحمد اللہ محفوظ رہا"

مرزا صاحب کی کتاب ضمیمہ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ

"کیا تعجب ہے کہ سید احمد بریلوی اس مسیح موعود کے لئے الیاس کے رنگ میں آیا ہو"

سید احمد صاحب بریلوی مولوی اسمٰعیل کا روحانی پیشوا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۲۸) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوا عَيْنَهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنُوهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لَا تَكَحَّلْ قَدْ كَانَتْ أَحَدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلَا حَتَّى أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ عَشْرٍ

اعراب میں نے لگائے ہیں
(دستخط قاضی فضل احمد مستغیث) ۲۳/۱۱

ط× نشان غلطیوں کے ہیں جو عدالت نے ان پر فیصلہ دیا ہے: حقیقت امر یہ ہے کہ مستغیث علوم دینی میں نیم تعلیم یافتہ آدمی ہے۔ اور اس کا علم عربی بہت ہی ناقص اور سطحی ہے۔ جیسا کہ ڈیفنس کی پیش کردہ عبارت پر اس کے اعراب لگانے کی کوشش سے ظاہر ہوتا ہے۔ بہت بے شمار غلطیاں ہیں جیسا کہ ضرب المثل ہے نیم حکیم کو

(حاشیہ) [illegible] (ب) [illegible]

ایک پادری صاحب سے گفتگو

پچھلے دنوں ایک چیف مشنری سے ہمارے نومسلم بھائی فاضل بائبل کی گفتگو ہوئی جو قلم بند کر کے چھپنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

پہلا سوال ثلاثہ اقانیم میں سے صرف اقنوم ابن یعنی مسیح نے کیوں تجسّم اختیار کیا اگر تجسّم اختیار کرنا اچھی صفت تھی۔ تو باقی دو اقانیم اس اچھی صفت سے کیوں محروم رہے۔ اور بصورت دیگر الوہیت کا نقص ہے۔ تمام اناجیل مشہورہ و موجودہ کی رُو سے کلیساؤں کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ اقنوم ثانی نے جامہ انسانی پہنا تھا۔ نہ کہ کسی دوسرے اقنوم نے۔ اگر آپ فرماویں کہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ صرف اقنوم ثانی نے تجسّم اختیار کیا تھا بلکہ خدا نے جامہ انسانی پہنا تھا۔ جس کی ہم تقسیم نہیں کر سکتے۔ تو عقائد مروجہ کو اس کی خبر نہیں۔ اور نیز عقیدہ تثلیث کے یہ صریح مخالف امر ہے؂

پادری صاحب چیف مشنری نے فرمایا کہ "ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے تجسّم اختیار نہیں کیا بلکہ ایک اقنوم فلاں نے۔ دوئم اس مسئلہ کو ہم نہ سمجھ سکتے ہیں۔ اور نہ سمجھا سکتے ہیں۔ آگے چلئے دوسرا سوال کیجئے؂

دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ مقدس متی اپنی انجیل کے دوسرے باب کی تیئیسویں آیت میں فرماتے ہیں۔" اور ناصرۃ نام ایک مقدس ایک شہر میں جا بسا (یعنی یوسف نجار مع حضرت مسیح اور مقدسہ مریم کے) تاکہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا۔ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا متی ۲/۲۳؂

اعتراض یہ ہے کہ تمام تورات۔ مزامیر۔ صحف الانبیاء پڑھ جاؤ۔ کسی نبی کی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ" وہ ناصری کہلائیگا۔" اور اگر آپ یہ تاویل فرماویں کہ یسعیاہ ۱/۱۱ میں لفظ نتصر جو ناصرہ سے مشتق ہے۔ بعینہٖ آیا ہے۔ تو اسکے جواب میں عرض ہے کہ وہاں اس سے مُراد چھوٹا پودا ہے۔ جو مسیح کے لئے نہیں۔ پر ایک دوسرے شاہزادہ کے لئے آیا ہے۔ اور نیز یسعیاہ ۱/۱۱ کو

اس جملے سے "وہ کہ ناصری کہلائیگا" کچھ علاقہ نہیں ۔

پادری صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ یہ موجودہ بیبل میں نہیں ہے ۔ اور جن کتب میں یہ لکھا تھا ۔ وہ کتابیں اب نہیں ملتی ہیں ۔ اور میں مانتا ہوں کہ بیبل میں غلطیاں ہو سکتی ہیں ۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ یہ کتاب مقدس لفظ بلفظ خدا کی طرف سے ہے ۔ بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ صرف تعلیم خدا کی طرف سے ہے ۔

تیسرا سوال میرا یہ ہے کہ مقدس متی اپنی انجیل کے ستائیسویں باب کی نویں آیت میں لکھتا ہے "اسوقت جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا ۔ پورا ہوا ۔ کہ جس کی قیمت ٹھہرائی گئی تھی ۔ انہوں نے اسکی قیمت کے تیس روپے لے لئے ۔ متی کی انجیل ۲۷/۹ ۔

اب یرمیاہ نبی کی کتاب بیبل میں موجود ہے ۔ ساری پڑھ کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یرمیاہ نے اپنی کتاب میں کہیں یہ پیشگوئی نہیں کی ۔ ذکریاہ نبی کی کتاب کے ۱۲/۱۱ میں ایک اور قسم کی عبارت بے شک لکھی ہوئی ہے ۔ جسمیں صرف "تیس روپے قیمت" یہ ثلاثہ الفاظ موجود ہیں ۔ اور کوئی مناسبت یا لگاؤ متی کے ۹/۲۷ کی عبارت سے اس کو نہیں ہے ۔ اب آپ بتا دیں کہ مقدس متی نے کیوں یرمیاہ کی کتاب کا حوالہ دیا ۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ متی اپنی انجیل کے چھبیسویں باب تک پیشگوئیوں کے درج کرتے وقت انبیاء کے اسماء کے تحریر کرنے میں خصوصیت سے ممتاز ہے ۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ ہارن صاحب نے اپنی تفسیر کی جلد ۲ کے صفحہ ۳۸۶ میں اسبات کو صاف کر دیا ہے کہ "ذکریاہ کی کتاب کے گیارہویں باب کی بارھویں آیت والی پیشگوئی کو اس پیشگوئی کے الفاظ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ پس آپ اس کا مفصل جواب دیویں ۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ "میں مانتا ہوں یہ غلطی ہوئی ہے ۔ لیکن اس سے کچھ ثابت نہیں ہو سکتا ۔ غلطی ہو گئی ہے ہو جاوے ۔ آپ اگلا سوال کریں ۔

چوتھا سوال میرا یہ ہے ۔ کہ آپ نے فرمایا تھا ۔ اور نیز دعا میں بھی یہی کلمات کہے تھے کہ "ہم سب کو مسیح کی مانند بننا چاہیئے" ۔ اور نیز یہ کہ "مسیح کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہم ذرے سے آفتاب بن سکتے ہیں ۔ کیونکہ مسیح نے فرمایا ۔ جو کام میں کرتا ہوں تم بھی کرو گے" ۔ پس آپ کے اس فرمان پر میرا یہ اعتراض ہے ۔ کہ مقدس متی کی انجیل کے اکیسویں

باب کی اکیسویں آیت میں مسیح کا فرمان یہ ہے:۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ اگر ایمان رکھو۔ اور شک نہ کرو۔ تو نہ صرف وہ کرو گے۔ جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہُوا۔ بلکہ اگر اس پہاڑ سے بھی کہو گے۔ کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یہ ہو جائیگا۔ اور جو کچھ دُعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تمہیں ملیگا۔ متی ۲۱ ۲۱ و ۲۲۔
اسی معیار مسیحیت یا شاگردی کے علامات کو مقدس مرقس یوں بوضاحت بیان فرماتا ہے۔ مرقس کی انجیل سولھواں باب سترہ آیت یُوں ہے:۔
"اور ایمان لانے والوں۔ کے درمیان یہ معجزے ہوں گے وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالینگے۔ نئی نئی زبانیں بولینگے۔ سانپوں کو اٹھا لیں گے۔ اب اسکے علاوہ مقدس یوحنا کی بھی سُنئے:۔ یوحنا کی انجیل باب ۱۴ آیت ۱۲ میں مسیح فرماتا ہے۔" میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا۔ بلکہ ان سے بھی بڑے بڑے کام کریگا"۔
اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ "ہم سب کو مسیح کی مانند بننا چاہیئے۔" سو واضح ہو کہ مقدس رسول تو تحریر فرماتے ہیں کہ "تم سب میری مانند بنو۔ جیسا میں مسیح کی مانند بنتا ہوں۔ پس رسول پولوس چال چلن میں خداوند کے لائق تھا۔ وہ معجزات بھی دکھلاتا تھا۔ جو ہر سہ اناجیل کے محولہ بالا مقامات کی رُو سے مسیح کا سچا شاگرد تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اب ساری کلیساؤں کے تمام ایمانداروں میں سے ہر ایک کو چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا معیار کی رو سے معجزات دکھا کر اپنے آپ کو مسیح کا سچا شاگرد ثابت کریں۔ اور میں مودبانہ التماس کرتا ہوں۔ کہ آپ جو مسیح کے نائب ہیں۔ مجھے ضرور یہ معجزات دکھا کر قائل کریں۔ اور اس سوال کا جواب بصورت منفی دینے میں جو فتویٰ آپ پر عاید ہو سکتا ہے آپ خود ہی سوچ لیں یا کوئی مسیحی ایماندار ایسا پیش کریں۔ جو اس معیار کی رُو سے صادق شاگرد کہلوا سکے۔
اور اگر آپ ان امور کی تاویلات فرماویں۔ اور رُوحانی معجزات یعنی بے دینوں کو دیندار بنانا اور پہاڑوں سے مُراد بڑے بڑے آدمی اور زہر سے مُراد بد آدمیوں کا اثر وغیرہ لیں تو پھر مسیح کے تمام معجزات کی بھی ہم تاویل کرینگے۔ اور اس طرح موجودہ طریق کی رُو سے مسیح علیٰ

کا کوئی معجزہ بھی خصوصیت سے ذکر کے قابل نہیں رہے گا۔ آپ جواب دیویں۔

پادری صاحب نے فرمایا۔ کہ "فلاں موقعہ پر میں بیمار تھا۔ اور فلاں موقعہ پر فلاں صاحب بیمار تھے۔ اور ایک مرتبہ ایک لڑکا بیمار تھا۔ (یہ مختلف مواقع کا ذکر ہے) اور ایسے بیمار تھے کہ ہر ایک قریب المرگ تھا۔ فلاں فلاں پادری صاحب نے آکر دعا کی۔ اپنے اپنے موقعہ پر ہم سب اچھے ہوگئے یہ کیا کم معجزہ ہے۔ پھر کون مذہب ہے۔ جسکو قبول کرنے سے بدکار سے بدکار چند ایام میں نہایت نیک اور دیندار ہو جاوے۔ پھر آپ بتادیں کون مشکل کام ہے۔ ایک بدکار کا اچھا ہوتا یا پہاڑ کا اُٹھ جانا میں انسان کے روح کی بہ نسبت پہاڑ کے ہلنے جلنے کے بہت قدر کرتا ہوں" میںنے جواب الجواب کی یہ کہکر اجازت لی کہ مجھے اس جواب کی کچھ نہیں آئی۔ آپ اسوقت کوئی معجزہ دکھادیں۔ فلاں موقعہ کی ہم بات نہیں کرتے۔ اب ثبوت دیویں۔ اور تمام مذاہب والے یہی کہتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب کو قبول کرنے سے آدمی فوراً نیک ہو جاتا ہے۔ اور پہاڑ کا ہلنا جلنا یعنے متحرک ہونا بہ نسبت انسان کے نیک ہوجانے کے نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن محض ہے۔ لہذا آپ اناجیل کے فرمودہ معیار کی رُو سے معجزات دکھاکر اپنے آپ کو مسیح کا سچا شاگرد ثابت کریں ؞

پانچواں سوال

بموجب متی ۵/۱۷ کے مسیح یسوع توریت اور صحف الانبیاء کے نہ صرف مُصدق و مُوید بلکہ متبع بھی تھے۔ اب احبار کی کتاب کے گیارہ باب کی چھٹی آیت پڑھیے۔ جہاں چوپائے جانوروں اور پرندوں کی صفات و خواص بتاکر ان کی حلت و حُرمت کے احکام نازل ہوئے ہیں۔ اور خرگوش کو اس واسطے حرام کیا ہے۔ کہ "جگالی کرتا ہے"۔ یہ امر آپ کو معلوم ہے کہ خرگوش جگالی نہیں کرتا ہے۔ خدا نے کیوں اُسے جگالی کرنیوالا جانور قرار دیا ہے۔ پادری صاحب نے جواباً فرمایا کہ میں اس کا کچھ جواب نہیں دُونگا۔ کیونکہ میںنے وعدہ کیا تھا کہ حضرت مسیح اور صلیب و اناجیل کی نسبت جواب دوں گا۔ یہ سوال ٹھیک نہیں آگے چلئے ؞

چھٹا سوال

یعنے یہ کیا کہ بقول اناجیل وغیرہ کے مسیح مصلوب ہوگئے۔ استثناء کی کتاب اکیسویں باب کی بائیسویں آیت پڑھیں۔ وہاں مصلوب کے

کے حق میں کیا فتوے ہے۔ اور مقدس پولوس نے اپنے خط گلیتون کے تیسرے باپ کی تیرھویں آیت میں اس فتوے کو مسیح پر چسپاں کر کے ساتھ ہی تورات کا فتوے بھی لکھدیا ہے۔ میں تو وہ فتوے بوجہ ادب جناب مسیح علیہ السلام کے پڑھ کے بھی نہیں سُنا سکتا۔ آپ فرماویں آپ کیا تسلیم کرتے ہیں ؂

اسکے جواب میں صاحب بہادر نے فرمایا۔ (اور ہم نے نہایت اخلاص کے ساتھ سُنا) کہ "ہاں بھائی بے شک مسیح لعنتی ہُوا۔ لیکن نہ اپنے گناہوں کے واسطے بلکہ میرے اور آپکے بلکہ سب کے گناہوں کے واسطے اور بس"۔ میں نے کہا۔ دوسروں کے گناہ کوئی نہیں اُٹھا سکتا۔ کیونکہ حزقی ایل ۱۸/۱۹ تا آخر۔ یرمیاہ ۳۱/۳۰ روم ۲/۶ وغیرہ کی رُو سے یہ بالکل غلط ہے۔ اور ان مقامات میں بتوضیح وبہ تشریح اس عقیدہ کی تردید کیگئی ہے۔ بلکہ اس عقیدہ سے بیزاری ظاہر کی ہے پادری صاحب نے فرمایا۔ "نہیں جواب ہو گیا آگے چلئے"۔

ساتواں سوال

میرا یہ ہے کہ مسیح کی شخصیت کی نسبت عقیدہ مروجہ اہل تثلیث کلیساؤں کا یہی ہے۔ کہ مسیح کامل انسان بھی تھا۔ اور انسان کا تصور یہی ہے نہ کچھ اور۔ کہ رُوح مخلوق جسم سے متحد ہو کر علائق دنیاوی اور جسمانی کا تجربہ کرے۔ پس جب رُوح مخلوق نے جسم کو اس طور پر قبول کر لیا۔ جس طرح ہر انسان کی رُوح جسم کو قبول کئے ہوئے اسوقت موجود ہے۔ تو مسیح بھی انسان ہو گیا۔ یہی انسانیت کا سچا تصور ہے۔ اور یہی پورے طور پر مسیح پر صادق آتا ہے۔ مسیح کی کامل انسانیت پر یہ اضافہ ہُوا۔ کہ انسانیت کو الوہیّت میں قبول کیا گیا۔ اور خدا کی تعریف معروف ہے۔ خدا بھی ایک شخص ہے۔ پس لازم ہُوا کہ مسیح میں کامل الٰہی شخصیت بھی ہو۔ یعنے مسیح کی کوئی شخصیت صرف جسم اور رُوح سے بنتی نہیں۔ بلکہ وہ تو دو ذاتوں یعنے انسانیت اور الوہیّت سے مرکب ہُوا ؂

اب آپ فرماویں۔ مسیح جب مصلوب ہُوا۔ تو کیا انسانیت کی رُو سے فوت ہُوا یا الوہیّت کی رُو سے بھی مر گیا۔ اگر آپ کہیں کہ صرف انسانیت کی رُو سے مر گیا تو اسپر یہ اعتراض ہے کہ مطابق مقدس متی کے روح مستعد ہے۔ جسم کمزور ہے۔ متی ۲۶/۴۱۔ اور یہ اصل مسیح کا خود فرمودہ ہے۔ کہ انسانیت تمام جہان کے گناہ اٹھا نہیں سکتی یہ بار کثیر صرف الوہیّت ہی اٹھا سکتی ہے؛

بس اگر صرف انسانیت کی رُو سے مسیح فوت ہوئے۔ تو کفارہ نہ ہوا۔ کیونکہ انسانیت گناہ اُٹھا نہیں سکتی۔ وجہ یہ کہ مسیح کی پوری شخصیت پر پوری طرح موت حاوی نہیں ہوتی۔ اور اگر آپ کہیں کہ الوہیت کی رُو سے بھی فوت گئے۔ تو یہ نقص الوہیت ہے۔ آپ جواب دیں۔ اس کا جواب چیف مشنری صاحب بہادر سے کچھ نہ ہو سکا۔ اس پر ان سے گفتگو ختم ہوئی

اور ایک اور پادری صاحب سے میں نے یہ سوال عرض کیا٭ اُسکے علاوہ اور بھی کئی چیزیں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتی ہیں۔ اور بعض انسان بھی۔ تاتاریوں جینیوں وغیرہ کے حالات پڑھیں۔ اُن کے بانی مبانی خود بغیر باپ پیدا ہوئے۔ وہاں چند اہل ہنود بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا۔ ان اہل ہنود سے پوچھ لیجئے۔ چندر بنسی اور سورج بنسی خاندان کے حالات آپ کو سُنا دینگے۔ آدم بغیر ماں باپ کے ہوئے۔ اور اگر اب بھی اعتراض ہے تو لعزر اور نائن کا بیٹا وغیرہ کس طرح زندہ ہوئے۔ یہ مسیح کے معجزات کو سنبھالئے۔

پادری صاحب نے کچھ جواب نہ دیا (ایوب کی کتاب کے ہر دو مقامات اور عبرانی کا حوالہ پڑھ کر میں نے سُنایا اور دکھا دیا) پھر یہ سوال کیا کہ "افراہیم خدا کا پلوٹھا ہے" یرمیاہ ۳۱/۹ اور خروج ۴/۲۲ کی رُو سے اسرائیل بھی خدا کا پلوٹھا ہے" اور مسیح بھی خدا کا پلوٹھا بیٹا ہے۔ اب فرمائیے۔ تین پلوٹھے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کون پلوٹھا ہے۔ پادری صاحب سے کچھ جواب نہ ہو سکا ؛

پچاس روپیہ انعام

جو مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دیکر تسلی کرے

جو صاحب ہمارے ذیل کے سوالات کا جواب مدلل پیرایہ میں دیگا۔ جس سے ہماری پوری پوری تسلی ہو جائے۔ تو اس مرد میدان کی خدمت میں مبلغ پچاس روپیہ بطور انعام پیش کرینگے ؛

سوال نمبر۱ - شروع دنیا میں ایک انسان پیدا ہوا یا کئی ایک؟ اگر کہو کہ بہت سے تو اس کی تائید میں وید منتر پیش کیجئے۔ ایسا منتر جس میں صاف صاف بیان ہو کہ ابتدائے دنیا بہت سے نوجوان پیدا ہوئے (یہاں یہ سوال نہیں کہ بغیر ماں باپ کے کیسے پیدا ہو گئے ہیں) جواب کے وقت پورا پورا حوالہ مع لفظی ترجمہ کے پیش کریں ؛

سوال نمبر۲ - جو سوال اوپر ہم نے کیا ہے۔ اسی مطلب کا سوال سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں کسی معترض کی طرف سے نقل کیا ہے۔ دیکھئے ستیارتھ ص ۲۵۷

سوال۔ آغاز دنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کئے تھے یا کیا؟

جواب از سوامی دیانند۔ کئی۔ کیونکہ جن جیوؤں (روحوں) کے کرم ایشوری سرشٹی میں پیدا ہونے کے تھے۔ ان کی پیدائش شروع دنیا میں پرمیشور نے کی یہ یجر وید میں لکھا ہے۔ (... ... ... سنسکرت عبارت) اس (ویدک) شہادت سے یہی یقین ہوتا ہے کہ ابتداء میں انیک یعنی سینکڑوں ہزاروں انسان پیدا ہوئے۔ اور دنیا میں دیکھنے سے بھی یقین ہوتا ہے۔ کہ انسان کئی ماں باپ کی اولاد ہیں" (حوالہ اوپر گذر چکا ہے) اس جگہ معترض کا جواب دیتے ہوئے اپنی تائید میں ایک قول نقل کیا ہے۔ جسکی بابت فرماتے ہیں کہ یہ یجر وید کا قول ہے۔ اسپر ہمارا یہ سوال ہے۔ کہ کوئی آریہ اس قول کو یجر وید سے پیش کرے۔ اصل عبارت اس کے مطابق ہو۔ اور ادھیائے اور منتر کا پورا پورا نمبر مع لفظی ترجمہ کے ہو ؛

سوال نمبر۳ - سوامی دیانند جی نے جو مندرجہ بالا عبارت میں فرمایا کہ "جن روحوں کے کرم ایشوری سرشٹی میں پیدا ہونے کے تھے۔ ان کی پیدائش شروع دنیا میں پرمیشور نے کی" اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بقول سوامی جی واقعی ویدوں میں تناسخ کا ذکر موجود ہے۔ اب اسپر ہمارا یہ سوال ہے۔ اگر سوامی جی کی عبارت صحیح ہے۔ تو آریہ صاحبان ویدوں سے تناسخ کا دعوے اور دلیل ہر دونوں پیش کریں۔ یہ نہ ہو کہ دعوے ہی صرف پیش کر دیا جاوے۔ اور وہ بھی من مانے معنی کر کے۔ بلکہ اصل عبارت مع لفظی ترجمہ اور پھر اس دعوے کے دلائل میں بھی وید کی شرتیاں پیش کریں ؛

سوال نمبر۴۔ سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش کے صہ ۲۵۸ پر معترض کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔ "(انسانوں کی پیدائش) تری وشٹپ میں ہوئی جس کو تبت کہتے ہیں۔ اسپر ہمارا یہ سوال ہے کہ اس قول کو اگر آریہ صاحبان صحیح سمجھتے ہیں۔ تو ویدوں سے دکھلانا چاہیئے۔ کہ انسانوں کی پیدائش پہلے پہل تبت میں ہوئی۔ وید منتر مع لفظی ترجمہ کے ہو۔ بے جا حواشی کی ضرورت نہیں۔

سوال نمبر۵۔ پھر اس عبارت کے آگے سوامی جی معترض کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ شروع دنیا میں ایک ذات تھی یا بہت۔ فرماتے ہیں:۔

"انسان کی ایک ذات تھی۔ بعد ازاں .. .. یہ رگوید کا قول ہے شریفوں کا نام آریہ عالم۔ دیو + اور بد دل کا نام دسیو یعنی ڈاکو جاہل ہو جانے کی وجہ سے آریہ اور دسیو دو نام ہو گئے (.. . .. سنسکرت عبارت) (قول اتھرو وید۔ ۱۹۔ ۶۲) آریوں میں مذکورہ بالا طور سے براہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر چار تقسیم ہوئیں۔ دوج عالموں کا نام آریہ اور جاہلوں کا نام شودر اور اناریہ یعنے اناڑی۔" ستیارتھ صہ ۲۵۹

آریہ صاحبان قدامت وید کے مدعی ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وید ازلی ہیں۔ ان سے پہلے کچھ نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو یہ ازلی نہ ہوتے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا یہ ان کے بعد کے واقعات ہیں۔ اگر یہ دعوےٰ صحیح ہے۔ تو سوامی جی نے جو وید منتر پیش کئے ہیں۔ اور ان میں لکھا ہے۔ کہ ابتداء میں انسانوں کی ایک ہی ذات تھی۔ بعد میں دو ذاتیں ہو گئیں۔ ایک عالموں کی اور دوسری اُسروں کی۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وید قدیم نہیں۔ کیونکہ وہ انسانوں کی پیدائش کے بعد ہونے والے واقعات بیان کر رہا ہے۔

ابھی اور بھی کئی سوالات ہیں۔ فی الحال یہی حل کیجئے۔ اور حسب شرائط بصورت ہماری تسلی ہو جانے کے انعام پائیے۔

فضل حسین مہاجر از قادیان دارالامان